فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۳۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: حالت روزہ میں بے ہوشی ہو جائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: بے ہوشی سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

سوال: روزہ کب افطار کرنا چاہیے؟

جواب: روزہ افطار کا وقت غروب آفتاب کے فوراً بعد ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾(البقرة : ۱۸۷)

''روزہ رات تک مکمل کرو۔''

پوری امت کا اجماع ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جوں ہی سورج غروب ہو، روزہ افطار کر دیا جائے۔ احادیث صحیحہ اس کی تائید کرتی ہیں۔

❁ بشیر ابن الخصاصیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صُومُوا كَمَا أَمَرَكُمُ اللّٰهُ، وَأَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ، فَإِذَا كَانَ اللَّيْلُ فَأَفْطِرُوا .

''روزہ ایسے رکھیں، جیسے اللہ نے حکم دیا ہے اور روزہ رات تک مکمل کریں، جوں ہی رات داخل ہو، افطار کر لیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 225/5، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَا هُنَا، وَأَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَا هُنَا، وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ.

''جب اس (مغرب کی) طرف سے رات نمودار ہو جائے، اس (مشرق کی) طرف سے دن ختم ہو جائے اور سورج غروب ہو جائے، تو روزے دار کی افطاری کا وقت ہو جاتا ہے۔''

(صحيح البخاري : 1954، صحيح مسلم : 1100)

سوال: کیا غروب آفتاب کے بعد روزہ جلدی افطار کرنا مسنون ومستحب ہے؟

جواب: روزہ جلدی افطار کرنا انبیا کی سنت اور اہل سنت کا شعار ہے۔ احادیث متواترہ اور اجماع امت اس پر دلالت کناں ہیں اور اسی میں امت کی خیر پنہاں ہے۔

❁ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ.

''لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے، جب تک افطار میں جلدی کریں گے۔''

(صحيح البخاري : 1957، صحيح مسلم : 1098)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۱۱ھ) نے اس حدیث پر بایں الفاظ باب قائم کیا ہے:

بَابُ ذِكْرِ دَوَامِ النَّاسِ عَلَى الْخَيْرِ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ وَفِيهِ كَالدِّلَالَةِ عَلٰى أَنَّهُمْ إِذَا أَخَّرُوا الْفِطْرَ وَقَعُوا فِي الشَّرِّ.

''اس بات کا بیان ہے کہ لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے، جب تک افطار میں جلدی کریں گے، اس کا مفہوم مخالف یہ ہوگا کہ جب افطار میں تاخیر کریں

گے،تو شر میں واقع ہو جائیں گے۔''

(صحيح ابن خزيمة، قبل الحديث : 2059)

۞ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

''اس حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اشارہ کیا ہے کہ (دنیوی واخروی) معاملات کی بربادی کا سبب جلد افطار کرنے کی سنت کو بدلنا ہے۔ نیز افطاری میں تاخیر اور اس حوالے سے سنت کی مخالفت کرنا، جانتے بوجھتے امور (دین ودنیا) کو برباد کرنے کے مترادف ہے۔''

(إكمال العلم بشرح صحيح مسلم : 34/4)

۞ علامہ تورپشتی رحمہ اللہ (٦٦١ھ) لکھتے ہیں:

''روزہ جلدی افطار کرنے میں یہود ونصاریٰ کی مخالفت ہے، یہ ستاروں کے طلوع ہونے پر افطار کرتے تھے، پھر یہ ہماری امت میں اہل بدعت کا شعار بن چکا ہے، یہ ان کی نشانی ہے، حالانکہ اس عمل پر رسول اللہ ﷺ راضی نہیں تھے۔''

(المُيَسَّر في شرح مصابيح السّنّة : 463/2، المِرقاة للملا علي : 1381/4)

۞ علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

''غروب شمس کے یقین ہو جانے کے فوراً بعد افطار کرنا بالاتفاق مستحب ہے، اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔ نیز اس میں شیعہ کا رد ہے کہ جو افطار میں تاخیر کرتے ہیں اور ستاروں کے طلوع ہونے کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔ شاید لوگوں کے خیر پر رہنے کا سبب جلدی افطار کرنا ہے، کیونکہ اگر وہ افطار تاخیر سے کریں گے، تو خلاف سنت عمل کے مرتکب ٹھہریں گے اور خیر پر تب تک رہیں گے، جب تک سنت پر عمل پیرا رہیں گے۔''

(إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام : 26/2)

❁ علامہ زیلعی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) لکھتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى الرَّدِّ عَلَى الشِّيعَةِ الَّذِينَ يُؤَخِّرُونَ الْفِطْرَ إِلٰى ظُهُورِ النَّجْمِ لِأَنَّهُمْ إِذَا أَخَّرُوهُ كَانَ عَلٰى خِلَافِ السُّنَّةِ .

''اس حدیث میں شیعہ کا رد ہے، جو ستاروں کے طلوع ہونے تک افطاری میں تاخیر کرتے ہیں، کیونکہ یہ تاخیر خلاف سنت ہے۔''

(تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق :343/1)

❁ علامہ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) لکھتے ہیں:

فِي التَّعْجِيلِ رَدٌّ عَلَى الشِّيعَةِ الَّذِينَ يُؤَخِّرُونَ إِلٰى ظُهُورِ النُّجُومِ .

''روزہ جلدی افطار کرنے میں شیعہ کا رد ہے، جو افطاری کو ستاروں کے طلوع ہونے تک مؤخر کرتے ہیں۔''

(التّوضيح لشرح الجامع الصّحيح : 400/13)

❁ تابعی کبیر، ابوعطیہ وادعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''میں اور مسروق رحمہ اللہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے، ہم نے کہا: ام المومنین! دو صحابی ہیں، ایک جلدی افطار کر لیتے ہیں اور نماز بھی جلدی ادا کرتے ہیں، جبکہ دوسرے (تھوڑی) تاخیر سے افطار کرتے ہیں اور نماز میں بھی تاخیر کر دیتے ہیں، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: وہ کون ہیں، جو افطار اور نماز میں جلدی کرتے ہیں؟ ہم نے کہا: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، تو سیدہ نے فرمایا: جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔''

(صحیح مسلم : 1099)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَزَالُ الدِّينُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ، لِأَنَّ الْيَهُودَ، وَالنَّصَارٰى يُؤَخِّرُونَ.

''دین تب تک غالب رہے گا، جب تک لوگ جلدی افطار کرتے رہیں گے، کیونکہ یہود ونصاریٰ افطار میں تاخیر کرتے ہیں۔''

(سنن أبي داود : 2353، السنن الكبرى للنسائي : 3313، سنن ابن ماجه : 1698، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۰۶۰) امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۵۰۳) نے صحیح قرار دیا ہے اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۴۳۱) نے اسے مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع:۶/۴۰۴) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ حافظ بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادُهٗ صَحِيحٌ، وَرِجَالُهٗ ثِقَاتٌ.

''یہ سند ''صحیح'' ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔''

(مِصباح الزّجاجة : 71/2)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ صَلّٰى صَلَاةَ الْمَغْرِبِ حَتّٰى يُفْطِرَ، وَلَوْ عَلٰى شَرْبَةٍ مِّنْ مَاءٍ.

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے افطار کیے بغیر مغرب

کی نماز پڑھائی ہو، چاہے پانی کے ایک گھونٹ پر ہی افطار کر لیں۔“

(صحیح ابن حبان : 3504، وسندهٔ صحیحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّا مَعْشَرَ الْأَنْبِيَاءِ أُمِرْنَا أَنْ نُؤَخِّرَ سُحُورَنَا، وَنُعَجِّلَ فِطْرَنَا، وَأَنْ نُمْسِكَ بِأَيْمَانِنَا عَلٰى شَمَائِلِنَا فِي صَلَاتِنَا .

”ہم انبیا کو حکم دیا گیا کہ ہم سحری میں تاخیر کریں اور افطاری میں جلدی کریں، نیز (حکم دیا گیا کہ) ہم نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر باندھیں۔“

(المُعجم الکبیر للطّبراني :199/11، وسندهٔ صحیحٌ)

امام ابن حبان رحمہ اللہ (١٧٧٠) نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(تنویر الحوالك :133/1)

ان تمام احادیث کے متعلق حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

هِيَ مُتَوَاتِرَةٌ صِحَاحٌ .

”یہ احادیث متواتر اور ”صحیح“ ہیں۔“

(الاستذکار : 345/3)

❁ علامہ ابن رشد قرطبی (۵۹۵ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰی أَنَّ مِنْ سُنَنِ الصَّوْمِ تَأْخِيرَ السُّحُورِ وَتَعْجِيلَ الْفِطْرِ .

”فقہا کا اجماع و اتفاق ہے کہ سحری میں تاخیر اور افطار میں جلدی کرنا روزے کی سنن میں شامل ہے۔“

(بداية المجتهد ونهاية المقتصد :404/1)

❁ علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ (۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

تَعْجِيلُ الْإِفْطَارِ سُنَّةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهَا .

''افطار میں جلدی کرنا بالاتفاق سنت ہے۔''

(الشافي في شرح مسند الشافعي : 198/3)

❁ امام ابو جمرہ ضبعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''آپ رحمہ اللہ (عالم اہل بیت) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ہمراہ رمضان میں افطاری کیا کرتے تھے۔ جب شام ہوتی، تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے سوتیلے بیٹے کو بھیجتے کہ وہ گھر کی چھت پر چڑھے۔ جوں ہی سورج غروب ہوتا، وہ خبر دیتا، تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کھانا شروع کر دیتے، ہم بھی کھانے لگ جاتے، کھانے سے فارغ ہوتے، تو اقامت کہی جاتی، آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوتے اور نماز پڑھاتے، ہم بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھتے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 12/3، وسندهٗ صحيحٌ)

المیہ:

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

''اب لوگوں کی حالت یہ ہوگئی ہے کہ وہ غروب شمس کے ایک وقت بعد اذان دیتے ہیں، اس خیال سے کہ وقت پوری طرح داخل ہو جائے، افطاری تاخیر سے کرتے ہیں اور سحری جلدی کرتے ہیں، سنت کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں، اسی لیے ان میں خیر کم اور شر زیادہ ہے۔ باقی، اللہ ہی مددگار ہے۔''

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 199/4)

۞ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ قَوْلُ طَائِفَةٍ مِّنْ أَهْلِ الْبِدَعِ كَالرَّوَافِضِ وَنَحْوِهِمْ، وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ الْمُعْتَدُّ بِهِمْ.

''افطار میں تاخیر کرنا اہل بدعت روافض وغیرہ کا مذہب ہے، معتمد علیہ علما میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔''

(فتح الباري لابن رجب : 353/4)

سوال: افطاری کی دعا کیا ہے؟

جواب: ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے:

ذَهَبَ الظَّمَأُ، وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ، وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

''پیاس چلی گئی، رگیں تر ہو گئیں اور اللہ نے اگر چاہا تو اجر ثابت ہوگا۔''

(سنن أبي داود : 2357؛ عمل اليوم واللّيلة للنّسائي : 299؛ وسندهٗ حسنٌ)

۞ امام دارقطنی رحمہ اللہ اس حدیث کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(سنن الدّارقطني : 182/2)

امام حاکم رحمہ اللہ (422/1) نے اس حدیث کو بخاری و مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

سوال: اقامت کن نمازوں کے لیے کہی جاتی ہے؟

جواب: اقامت ان باجماعت نمازوں کے لیے کہی جاتی ہے، جن کے لیے اذان دی جاتی ہے، یعنی پانچ نمازیں اور نماز جمعہ۔ عیدین، نماز وتر اور دیگر نوافل کی جماعت کے

کے لیے اقامت نہیں کہی جائے گی۔

سوال: کیا کھانے پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے؟

جواب: جس کھانے پینے سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھی جائے، اس کھانے پینے میں شیطان شریک ہوجاتا ہے۔

❁ سیدنا عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر پرورش میں ایک یتیم لڑکا تھا، ایک مرتبہ (دورانِ کھانا) میرا ہاتھ برتن میں گھوم رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹا! اللہ کا نام لے کر دائیں ہاتھ سے برتن کے کنارے سے وہ کھانا کھائیں جو آپ کے قریب ہو: اس کے بعد میں ویسے ہی کھانا کھاتا تھا۔''

(صحيح البخاري: 5376؛ صحيح مسلم: 2022)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کھانے کی ابتداء بسم اللہ سے کریں اور اگر بھول جائے بعد میں یاد آئے تو یہ دعا درمیان میں پڑھ لیں:

بِسْمِ اللّٰهِ فِي اَوَّلِهٖ وَآخِرِهٖ .

''اللہ کے نام سے، کھانے کا آغاز واختتام اسی کے نام سے۔''

(مسند الإمام أحمد: 6/246-207-208-265؛ سنن أبي داود: 3767؛ سنن التّرمذي: 1858؛ سنن ابن ماجه: 3264؛ وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن حبان رحمہ اللہ (5214)، علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (زادالمعاد: 2/397) نے ''صحیح''، امام حاکم رحمہ اللہ (4/108) نے ''صحیح

الاسناد‘‘اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

’’آدمی گھر داخل ہوتے اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا ذکر کرے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے آج تمہیں کھانا ملے گا نہ رہائش، گھر داخل ہوتے اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا ذکر نہ کرے، تو شیطان کہتا ہے، تمہاری رہائش اور خوراک کا بندوبست ہو گیا ہے۔‘‘

(صحیح مسلم : 2018)

❁ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

’’ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ کسی کھانے میں شریک ہوتے تو اس وقت تک کھانے کے لیے ہاتھ نہیں بڑھاتے تھے، جب تک نبی کریم ﷺ شروع نہیں فرماتے تھے، چنانچہ آپ ﷺ اپنا ہاتھ بڑھاتے تھے، ایک مرتبہ ہم آپ کے ساتھ کھانے میں شریک ہوئے، اچانک ایک بچی آئی گویا کہ اسے دھکیلا جا رہا ہے، اس نے کھانے میں ہاتھ رکھنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے پکڑ لیا، پھر ایک دیہاتی آیا، وہ بھی اسی طرح تھا جیسا کہ اسے دھکیلا جا رہا ہو، آپ نے اسے بھی ہاتھ سے پکڑ لیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کھانے پر ’’بسم اللہ‘‘ نہ پڑھی جائے تو شیطان اس پر دسترس حاصل کر لیتا ہے، وہ اس بچی کو لے کر آیا تا کہ وہ اس کے لیے ذریعے دسترس حاصل کر سکے، لیکن میں نے اسے ہاتھ سے پکڑ لیا، پھر وہ دیہاتی کو لایا تا کہ وہ اس کے لیے ذریعے دسترس

حاصل کر سکے، لیکن میں نے اسے بھی ہاتھ سے پکڑ لیا، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میری جان ہے، بے شک اس (شیطان) کا ہاتھ اس (بچی) کے ہاتھ کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے۔''

(صحيح مسلم : 2017)

❁ سیدنا امیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، ایک شخص کھانا کھا رہا تھا، اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی، یہاں تک کہ ایک لقمہ باقی رہ گیا، جب وہ لقمہ اس نے منہ کی طرف اٹھایا تو اس نے کہا:

بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ.

''اللہ کے مبارک نام سے اس کا آغاز واختتام کرتا ہوں۔''

یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے، فرمایا: ''شیطان اس کے ساتھ کھاتا رہا، جب اس نے بسم اللہ پڑھ لی، تو شیطان نے اپنے منہ کا سب کچھ قے کر دیا۔''

(مسند الإمام أحمد : 336/4، سنن أبي داوٗد : 3768، عمل اليوم واللّيلة للنّسائي : 282، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (108/1) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

سوال: کیا میزبان کا مہمانوں کو بار بار کھانا تناول کرنے کا کہنا درست ہے؟

جواب: میزبان کا مہمانوں کو یہ کہنا کہ کھانے پینے کے لیے اور لیں یا مزید تناول فرمائیں وغیرہ افضل ومستحب ہے، تا آنکہ ان کے سیراب ہو جانے کا یقین ہو جائے۔ پیٹ

بھر کر کھانے کے لئے بار بار اصرار کرنا مستحب ہے۔

❀ امام مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، مَیں (زمانہ نبوی میں) بھوک کے مارے زمین پر اپنے پیٹ کے بل لیٹ جاتا تھا، کبھی میں بھوک کے مارے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا، ایک دن میں راستے میں بیٹھ گیا، جو صحابہ کرام کی گزر گاہ تھی، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ گزرے، میں نے ان سے کتاب اللہ کی ایک آیت کے بارے میں پوچھا: میرے پوچھنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ مجھے کچھ کھلا دیں مگر وہ چلے گئے اور کچھ نہیں کہا، پھر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے، میں نے ان سے بھی قرآن مجید کی ایک آیت پوچھی اور پوچھنے کا ایک مقصد صرف یہ تھا کہ وہ مجھے کچھ کھلا دیں مگر وہ بھی گزر گئے اور کچھ بھی نہیں کھلایا، اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھے دیکھا تو مسکرا دیئے اور آپ میرے دل کی بات سمجھ گئے اور میرے چہرے کو پڑھ لیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو ہر! میں نے عرض کیا: لبیک، اللہ کے رسول! فرمایا: میرے ساتھ آجایئے اور آپ چلنے لگے۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چل دیا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے گئے، میں نے اجازت طلب کی، مجھے اجازت مل گئی، جب آپ داخل ہوئے تو ایک پیالہ میں دودھ ملا، دریافت فرمایا: یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ کہا: فلاں مرد یا فلان عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تحفہ بھیجا ہے، فرمایا: ابو ہر! عرض کیا: لبیک، اللہ کے رسول! فرمایا: اہل صفہ

کے پاس جاؤ اور انہیں بھی میرے پاس بلا لاؤ۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے، وہ نہ کسی گھر میں پناہ ڈھونڈتے، نہ کسی کے مال میں اور نہ کسی کے پاس، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صدقہ آتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہی کے پاس بھیج دیتے اور اس میں سے کچھ نہیں رکھتے تھے، البتہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تحفہ آتا تو انہیں بلا بھیجتے اور خود بھی اس میں کچھ کھاتے اور انہیں بھی شریک کرتے، چنانچہ مجھے یہ بات ناگوار گزری، میں نے سوچا: یہ دودھ ہے ہی کتنا، کہ سارے صفہ والوں میں تقسیم ہو جائے، اس کا حقدار میں تھا کہ اسے پی کر کچھ قوت حاصل کرتا، جب صفہ والے آئیں گے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمائیں گے اور میں انہیں دے دوں گا، مجھے تو شاید اس دودھ میں سے کچھ بھی نہیں ملے گا، لیکن اللہ اور اس کے رسول کے حکم برآوری کے سوا کوئی اور چارہ بھی نہیں تھا، چنانچہ میں ان کے پاس آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچائی، انہوں نے آ کر اجازت چاہی، اجازت مل گئی، پھر وہ گھر میں اپنی اپنی جگہ بنا کر بیٹھ گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی: میں نے عرض کیا: لبیک، اللہ کے رسول! فرمایا: سب حاضرین کو پلاؤ، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پیالہ پکڑ لیا اور ایک ایک کو دینے لگا، ایک شخص دودھ پی کر جب سیراب ہو جاتا تو مجھے پیالہ واپس کر دیتا پھر دوسرے شخص کو دیتا، وہ بھی سیر ہو کر پیتا، پھر پیالہ مجھ کو واپس کر دیتا، اسی طرح تیسرا بھی پی کر پیالہ مجھے واپس کر دیتا، اسی طرح میں نبی کریم تک پہنچا، لوگ پی کر سیراب ہو چکے تھے، آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ پکڑا اور اپنے ہاتھ پر رکھ کر میری طرف دیکھا اور مسکرا کر

فرمایا: ابو ہر! میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! فرمایا: اب میں اور تم باقی ہیں، عرض کیا: آپ ﷺ نے سچ فرمایا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ اور پیو، میں نے بیٹھ کر دودھ پیا، نبی کریم ﷺ برابر فرماتے رہے: اور پیو، آخر مجھے کہنا پڑا: نہیں، اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے! اب بالکل گنجائش نہیں ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر مجھے دے دو، میں نے پیالہ نبی کریم ﷺ کو دے دیا، آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور بسم اللہ پڑھ کر بچا ہوا خود پی لیا۔''

(صحيح البخاري : 6452)

سوال: کھانے پینے کے بعد کی دعا کیا ہے؟

جواب: کھانے پینے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ اَنْ يَّاْكُلَ الْاَكْلَةَ فَيَحْمَدَهٗ عَلَيْهَا اَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدَهٗ عَلَيْهَا .

''اللہ تعالیٰ بندے کے اس طرزِ عمل پر خوش ہوتا ہے کہ وہ ایک لقمہ کھائے، تو اس پر حمد بیان کرے یا ایک گھونٹ پیئے، تو اس پر حمد بیان کرے۔''

(صحيح مسلم : 2734)

کھانے پینے کے بعد مندرجہ ذیل دعائیں مسنون ہیں؛

❁ سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دسترخوان اٹھاتے، تو یہ دُعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ، رَبَّنَا .

''ہر قسم کی پاکیزہ تر اور بابرکت حمد اللہ کے لیے ہے، اس کھانے سے کفایت کی جاسکتی ہے نہ اسے خیر آباد کہا جاسکتا ہے، اے ہمارے ربّ! نہ ہی اس سے بے نیازی دکھائی جاسکتی ہے۔''

(صحيح البخاري : 5458)

❁ سیدنا ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ بھی بیان کیے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَفَانَا وَاَرْوَانَا، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مَكْفُورٍ .

''تمام تعریفیں اللہ کے لئے، جس نے ہماری کفالت کی اور ہمیں سیراب کیا، اس کھانے سے کفایت کی جاسکتی ہے، نہ اس نعمت کی ناشکری کی جاسکتی ہے۔''

(صحيح البخاري : 5459)

❁ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھا لیتے تو یہ دُعا پڑھتے :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَطْعَمَ، وَسَقٰى وَسَوَّغَهٗ وَجَعَلَ لَهٗ مَخْرَجًا .

''تمام تعریفیں اللہ کے لئے، جس نے کھلایا، پلایا اور حلق سے اترنے والا بنایا اور پھر اس کے خروج کی راہ بنائی۔''

(سنن أبي داود : 3851؛ عمل اليوم واللّيلة للنّسائي : 285؛ وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (5220) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے کھانے کے بعد یہ دعا پڑھیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَطْعَمَنِي هٰذَا الطَّعَامَ، وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّي وَلَا قُوَّة .

''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے مجھے کھانا کھلایا اور میری کسی بھی کوشش اور طاقت کے بغیر رزق عطا کیا۔''

اس کے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''

(سنن أبي داود : 4023؛ سنن التّرمذي : 3458؛ سنن ابن ماجه : 3285؛ وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب''، امام حاکم رحمہ اللہ (507/1) نے امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (نتائج الافکار :120/1 ؛معرفۃ الخصال المکفر ۃ،ص74) نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

❁ عبدالرحمٰن بن جبیر رحمہ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آٹھ سال خدمت کرنے والے صحابی سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے سنا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھانا شروع کرتے ،تو بسم اللہ پڑھتے اور کھانے سے فارغ ہوکر یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اَطْعَمْتَ وَسَقَيْتَ، وَاَغْنَيْتَ، وَاَقْنَيْتَ وَهَدَيْتَ، وَاَحْيَيْتَ، فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مَا اَعْطَيْتَ .

''اللہ! تُو نے کھانا کھلایا، پانی پلایا، (بھوک سے) کفایت کیا، ہدایت عطا فرمائی اور زندگی عطا فرمائی، تیرے دیئے پر تیرا شکر اور تیری ہی تعریف۔''

(عمل اليوم واللّيلة لابن السُّنّي : 466؛ مسند الإمام أحمد : 4/62-375/5؛ السّنن الكبرىٰ للنّسائي : 6898؛ وسندهٗ صحيحٌ)

(سوال): نماز میں ادھر اُدھر التفات کرنا کیسا ہے؟

(جواب): نماز میں نگاہ سجدے والی جگہ پر ہونی چاہیے، دائیں بائیں یا اوپر نگاہ ڈالنا جائز نہیں، حالت تشہد میں نگاہ انگشت شہادت پر ہونی چاہیے۔

(سوال): کیا نماز تراویح میں نابالغ بچہ امام بن سکتا ہے؟

(جواب): حاضرین میں سب سے زیادہ قاری نابالغ بچہ ہو، تو وہ فرض اور نفل ہر نماز کے لیے بن سکتا ہے۔

❁ سیدنا ابو یزید جرمی عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ہم لوگوں کی گزرگاہ پر موجود پانی کے پاس رہتے تھے، چنانچہ ہم ان سے پوچھتے رہتے تھے کہ یہ دین کیسا ہے؟ انہوں نے حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا: میرے والد اپنے محلے کے لوگوں کی طرف سے اسلام کی معلومات لینے گئے، تو جب تک اللہ تعالی نے چاہا نبی کریم ﷺ کے پاس رہے، پھر جب واپس آئے، تو ہم نے ان کا استقبال کیا۔ وہ ہمیں دیکھ کر کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں ایک سچے رسول کے پاس سے آ رہا ہوں۔ پھر فرمایا: وہ آپ کو فلاں فلاں کاموں کا حکم دیتے ہیں اور فلاں فلاں کاموں سے روکتے ہیں، نیز یہ حکم دیتے ہیں کہ آپ فلاں نماز فلاں وقت پڑھیں اور فلاں نماز فلاں وقت پڑھیں، جب نماز کا وقت ہو، تو ایک آدمی اذان کہے، پھر وہ امامت کرائے، جو آپ میں سے قرآن زیادہ جانتا ہو، ہمارے محلے والوں نے غور کیا، تو مجھ سے زیادہ

قرآن جاننے والا کسی کو نہ پایا، کیوں کہ میں قافلے والوں سے قرآن یاد کرتا رہتا تھا، چنانچہ انہوں نے مجھے آگے (کھڑا) کر دیا، میں چھ برس کی عمر میں انہیں نماز پڑھاتا رہا۔''

(صحيح البخاري : 4302)

سوال: ٹیپ ریکارڈ اور ٹی وی کے ذریعے امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ان ذرائع سے امامت جائز نہیں۔ اقتداء کے لیے امام کی طرف قصد ضروری ہے۔

سوال: جس امام سے فروعی اختلاف ہو، کیا اس کی اقتدا میں نماز جائز ہے؟

جواب: فروعی اختلاف ہو، تو امامت درست ہے، البتہ جو شخص اعتقادی مسائل میں راہِ راست پر نہ رہے، اس کی اقتدا جائز نہیں۔

سوال: امامت کا زیادہ حق دار کون ہے؟

جواب: امامت کا زیادہ حق دار وہ ہے، جو قرآن کا بڑا قاری ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''مہاجرین جب مکہ سے مدینہ آئے، تو انہوں نے قباء کے ساتھ عصبہ کے مقام پر پڑاؤ کیا، تو سالم مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کی امامت کروائی، کیوں کہ وہ سب سے زیادہ قرآن جانتے تھے۔ ان میں سیدنا ابو سلمہ بن عبدالاسد اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔''

(صحيح البخاري : 692)

❁ سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَأُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ، فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَ ةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ سِنًّا، وَّلَا يُؤَمُّ الرَّجُلُ فِي سُلْطَانِهِ، وَلَا يُقْعَدُ فِي بَيْتِهِ عَلٰى تَكْرِمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ .

''لوگوں کی امامت وہ کرائے، جو سب سے زیادہ کتاب اللہ (قرآن) کو پڑھنے والا ہو، اگر قرأت میں سب برابر ہوں، تو پھر امامت وہ کرائے، جو سنت کو زیادہ جانتا ہو، اگر سنت میں سب برابر ہوں، تو پھر وہ کرائے، جس نے پہلے ہجرت کی ہو، اگر ہجرت میں بھی سب برابر ہوں، تو وہ کرائے، جو سب سے زیادہ عمر رسیدہ ہو، کوئی کسی کی سلطنت میں اس کی اجازت کے بغیر امامت نہ کرائے اور نہ ہی بغیر اجازت اس کی عزت کی جگہ پر بیٹھے۔''

(صحیح مسلم: 673)

سوال: کیا امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہر اُمتی کا فریضہ ہے؟

جواب: مسلمان ہونے کا تقاضا ہے کہ ہر برائی کو حتی المقدور روکا جائے اور بساط کے مطابق نیکی وتقویٰ کا حکم دیا جائے۔

❀ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَّأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ اُولٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ

عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (التوبة : ۷۱)

''مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں کہ اچھے کام کرنے کو کہتے، بُری باتوں سے منع کرتے، نماز پڑھتے، زکوٰۃ دیتے، اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ انہی پر اللہ مہربان ہوگا، اللہ غالب حکمت والا ہے۔''

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ رَاَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ اَضْعَفُ الْإِيمَانِ .

''برائی دیکھیں تو ہاتھ سے ختم کریں، اگر طاقت نہ ہو، تو زبان سے روکیں، اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل میں برا جانیں، یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔''

(صحيح مسلم : 49)

❁ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، آپ یقیناً نیکی کا حکم کرو گے اور برائی سے منع کرو گے، ورنہ قریب ہے کہ اللہ آپ پر عذاب نازل کر دے، پھر اس سے دعائیں کرو گے لیکن وہ قبول نہیں ہوں گی۔''

(سنن الترمذي : 2169، وسندهٔ حسنٌ)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''حسن'' کہا ہے۔